

اہل اسلام کیلئے فکر و عمل

ہر طرح حقیقت صاحبزادہ ابو الطاہر حسنین نقشبند رحمان مدظلہ کے چھپم کے موقع پر
غوث زمان حضرت خواجہ محمد صادق نقشبندی دامت برکاتہم اعلیٰ کا
پر حکمت اور بصیرت افروز مقالہ



صفہ فاؤنڈیشن

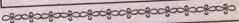


جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب	العلی السلام وکتابت القرآن
مصنف	حضرت خواجہ غلامدین قسطنطینی دامت برکاتہم العالیہ
زیر سرپرستی	عمر حیات قادری
باہتمام	ریاض قدیر قادری، محمد عثمان قادری
سلسلہ اشاعت	47	
ناشر	مطبعہ دارالکتاب
تعداد	1100	
قیمت	دعائے خیر بحق جملہ معاونین

ملنے کے لیے

صفہ قارئین مدینہ مارکیٹ دینی چوک صدر بازار لاہور کینٹ فون: 042-8664563
صفہ قارئین اسماعیل سنٹر 109 چتر گپتی روڈ اردو بازار لاہور فون: 0300-4270965





پیش لفظ

یہ انتہائی قیمتی مقالہ جسے صفہ فاؤنڈیشن نے افادۂ عام کے لیے شائع کرنے کی سعادت حاصل کی ہے دراصل غوثِ زمان حضرت خواجہ قاضی محمد صادق نقشبندی دامت برکاتہم العالیہ (گہوار شریف۔ کوئی آزاد کشمیر) کا وہ تعزیتی پیغام ہے جو انہوں نے اپنے لاڈلے منظور نظر اور قابلِ قدر خلیفہ حضرت میر طریقت ابو الطاہر محمد نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کے چہلم کے موقع کے لیے تحریر فرمایا اور آپ کے حسبِ ارشاد اسے عزتِ مآب استاذِ اعلیٰ حضرت علامہ مفتی محمد علیم الدین نقشبندی نے چہلم کے حاضرین کے سامنے پڑھایا۔ مابہر بھی اس مجلس میں موجود تھا۔

جب یہ مقالہ شریف پڑھا جا رہا تھا تو حاضرین کے انہماک کا عالم دیدنی تھا خواص و عام یکساں طور پر اپنے اپنے احوال و ظروف کے مطابق اس مقالہ شریف کے ایک ایک جملے سے مستفیض ہو رہے تھے کئی علماء کرام پر رقت طاری تھی جس طرح اولیاءِ مقام کی بھینٹیں یکساں اثر ہوتی ہیں اسی طرح حضرت والا شان کی نوکِ قلم سے لکھا ہوا ایک ایک جملہ اور ایک ایک سطر بلا کی اثر انگیزی کا حامل تھی۔

صاحبِ مقالہ حضرت والا شان کی ذاتِ ستودہ صفات کے بارے میں یہ ناچھڑ کیا قرعہ کر سکتا ہے ایک تو اپنی کم مائیگی اور کوتاہی کا احساس غالب ہے دوسرا یہ بات بھی پیش نظر ہے کہ حضرت قبلہ سائنس و ٹیکنالوجی کو بے حد ناپسند فرماتے ہیں اور یہ ناچھڑ حضرت قبلہ کی ناراضگی کا تحمل نہیں ہو سکتا۔

اس بیکر ریاضت کوہِ استقامت، تربیانِ حق و صداقت، سراپا رحمت و رافت

اور تاجدار ولایت کے حضور بعد ادب و نیاز چند حروف پاس محل تقدیس نعت کی نیت سے پیش کر رہا ہوں کیونکہ آپ کا وجود مسعود پوری امت مسلمہ کے لیے بلاشبہ ایک نعمت غیر محرقہ ہے آپ نے کوئی شریف آزاد کشمیر میں اتنی کثرت سے مساجد تعمیر کروائی ہیں کہ تاحد عالم غالبان مساجد کے نقش گنبد اور پیناری نظر آتے ہیں اگر کوئی بے لاگ تجزیہ کرے تو اسے کہنا پڑے گا کہ مساجد کا شہر اجنبول نہیں بلکہ کوئی شریف ہے کوئی شریف کے علاوہ بھی آپ نے ہمارے آزاد کشمیر میں درجنوں مساجد تعمیر کروائی ہیں جن کے انتظام و انصرام کی نگرانی آپ پہ نفس نہیں فرماتے ہیں اس چراغ سال میں بھی اپنی عظیم روحانی خلفاء کے جمیع امور کی نگرانی بھی آپ خود فرماتے ہیں۔ نگہار شریف کوئی میں واقع جامع الفردوس جہاں پر یہ مرد درویش جلوہ افروز ہے دراصل انیسائے اسلام اور اصلاح عقائد و اعمال کی خاموش تحریک کے مراکز ہیں جہاں سے ہر کوئی اپنے احوال کے مطابق خیرات حاصل کر رہا ہے۔

آپ کی عبادت و ریاضت زہد و دیرج تقویٰ و طہارت اور روحانی مقامات و احوال کے بارے میں مجھ جیسا رویہ اور روحانیت سے نااہل شخص کچھ عرض کرنے سے معذور ہے بقول شاعر مشرق بس اتنا عرض کرنے پر اکتفا کرتا ہوں کہ ۔

نہ تخت و تاج میں نے فکر و سپاہ میں ہے
جو بات مرد قلند کی بارگاہ میں ہے
حلاش اس کی فضاؤں میں کر نصیب اپنا
جہاں تازہ مری آہ صبحگاہ میں ہے
میرے کرد کو نصیحت سمجھ کر ہادہ باب
نہ دوسے میں ہے باقی ناخفاہ میں ہے

ذمہ نظر مقالہ کے پہلے حصے میں حضرت قبلہ نے حضرت خواجہ محمد اکبر علی رحمۃ اللہ علیہ کے جو حضرت صاحبزادہ ابوالخاثر محمد نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کے والد گرامی اور قبلہ عالم حضرت خواجہ سلطان عالم رحمۃ اللہ علیہ کے اعظم خلفاء میں سے تھے اپنے عظیم خانوادہ کے ساتھ صد سالہ تعلق پر روشنی ڈالی ہے ان کے روحانی مقامات اور تصرفات کا تذکرہ فرمایا ہے دوسرے حصے میں موت کی حقیقت کے بارے میں بصیرت افروز اور حکیمانہ گفتگو

فرمائی ہے اور اسی تسلسل میں حضرت ابو الطاہر محمد نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادگان کو سلسلہ کے کام کو آگے بڑھانے کے لیے نہایت قیمتی نصائح کا بیان ہے آخری حصہ میں حضرت قبلہ نے سلوک نقشبندیہ مجددیہ کا خلاصہ اس خوبصورتی سے بیان فرمایا ہے کہ کوزے میں دریا بند کر دیا ہے مقالے کا یہ حصہ اس قدر جامع و بلیغ ہے کہ ہمارے برادر محرم محقق عصر حضرت علامہ مفتی محمد خان قادری زیر مہد نے اس پر حاشیہ تحریر کرنے کا عزم ظاہر کیا تھا جو یقیناً حضرت قبلہ کی اجازت پر مختصر ہوگا جس مجلس میں یہ مقالہ پڑھا گیا اس میں حضرت مفتی صاحب بھی حسن اتفاق سے موجود تھے مقالہ سننے کے بعد انہوں نے بے اختیار اور برملا کہا کہ حضرت قبلہ نے عقائد کے حوالے سے میری ساری عمر کے حاصل مطالعہ کی چند جملوں میں تصویب فرمادی ہے انہوں نے یہ بھی کہا کہ مقالے کی سماعت کے دوران کئی مقامات پر یہ گمان گزرتا تھا کہ جیسے حضرت قبلہ نے یہ جملے صرف میرے لیے تحریر فرمائے ہیں اور یہاں ان کا مخاطب صرف میں ہی ہوں۔

آخر میں صفہ فاؤنڈیشن کو اس انتہائی دقیق مقالہ کی اشاعت پر بیحد تحریک پیش کرتا ہوں صفہ فاؤنڈیشن کے بانی چیئرمین برادر محترم علامہ عمر حیات قادری محترم ریاض قدیر قادری محترم محمد عثمان قادری اور ان کے جملہ رفقاء فاؤنڈیشن کی خدمات اور کارکردگی کے حوالے سے ہمیشہ حضرت قبلہ کی دعاؤں کے حتمی رچے ہیں حتیٰ کہ فاؤنڈیشن کے قیام سے قبل بھی انہوں نے حضرت قبلہ سے راجدائی اور دعاؤں کی درخواست کی تھی جسے حضرت قبلہ نے مقبول فرمایا اور بعد میں فاؤنڈیشن کے کام کو بھی پسند فرمایا۔

دعا ہے کہ اللہ رب العزت حضرت قبلہ کا سایہ تادیم ہمارے سروں پر سلامت رکھے اور ایک عالم ان کی توجہات اور فیوضات سے متبع ہو (آمین) بھاء سید المرسلین ﷺ

ادنیٰ نواز سند

محمد خلیل الرحمان قادری

لاہور۔ پاکستان

جمرات ۱۸ جمادی الثانی ۱۴۳۵ھ



آج صاحبزادہ ابو طاہر محمد نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کے ایصالِ ثواب کی تقریب ہے۔ صاحبزادگان، مہنکار اور عقیدت مند حضرات اس اجتماع میں موجود ہیں۔ بعداً عاجز اس تقریب کی مناسبت سے اپنے خیالات اور جذبات کے ذریعے شریک ہو رہا ہے۔ اس خاندان کا آستانہ عالیہ چچیاں شریف سے کم و بیش ایک صدی سے تعلق قائم ہے۔ خواجہ محمد اکبر علی رحمۃ اللہ علیہ حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے اعظم خلفاء میں سے تھے۔ آپ کا وطن ریاست جموں و کشمیر میں کوٹلی کا لائسن تھا جو اب مقبوضہ کشمیر میں ہے۔ آپ فوجی اور سول ملازمت سے وابستہ رہے مگر اپنی استعداد اور قدسی شہود کو ضائع نہ کیا اور نورِ فطرت اور نورانی استعدادِ اہل کے دنیاوی مشاغل سے مامون نہ پڑی اور حقیقت حق کے متکاشی رہے۔ روحانی آستانوں سے رابطہ رہا مگر ارادۂ غفلت آپ کو ایک اتفاق کے ذریعے سے دوبار عالیہ چچیاں شریف لے آیا۔ مرہوہ کامل نے آپ کو جوہرِ قاضی جان کر اپنی توجہ کا مرکز بنایا اور استعداد کے مطابق تربیت کی شیخ کامل کی نظرِ روا اور باتِ شفاء ہوتی ہے۔ آپ نے بھی کامل پروردگی کا مظاہرہ کیا۔ شیخ کی توجہ سے ہوا و ہوی اور معبودانِ باطل سے نجات حاصل کی اور طالبوں کو اللہ اللہ سکھانے کی اجازت پائی۔ حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ مرہوہ دستور کے مطابق کسی کو تحریری اجازت نامہ عطا نہیں فرمایا کرتے تھے بلکہ جن حضرات کو تزکیہ اور تعلیم حاصل ہو جاتا تھا انہیں اجازت مرحمت فرماتے تھے۔

تصوف اخلاقی اور روحانی تطہیر کے پروگرام کا نام ہے جس میں سب سے پہلے اپنے اخلاق کو سنوارنے کا کام کیا جاتا ہے پھر دوسروں کے اخلاق کی درنگی پر توجہ دی جاتی ہے۔ حضور ﷺ نے ایک مرتبہ فرمایا

”میں ان لوگوں کو پچھانتا ہوں جو نہ نبی ہیں نہ شہید لیکن قیامت میں ان کے مرتبے کی بلندی پر انبیاء علیہم السلام اور شہید بھی رشک کریں گے۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کو خدا سے محبت ہے اور جن سے خدا پیار کرتا ہے وہ اچھی باتیں بتاتے ہیں اور بری باتوں سے روکتے ہیں۔“

حضرت خواجہ محمد اکبر علی رحمۃ اللہ علیہ عالم باعمل تھے۔ مرہو کمال کے لیے بقدر ضرورت شریعت کے علوم سے واقف ہونا ضروری ہے اور یہ واقفیت محبت علماء اور صوفیاء سے حاصل ہوتی ہے تاکہ اپنے اعمال اور عقائد کو صحیح رکھ سکیں اور طالبین کے عقائد کی بھی حفاظت کر سکیں۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ خود بڑے فلسفی تھے۔ عرصہ تک تصوف کا انکار کرتے رہے لیکن جب وہ اس سے واقف ہوئے تو ان پر حالات متکشف ہوئے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں کہ

”میں نے حضرات صوفیاء کی کتابوں کا مطالعہ کیا۔ جن میں حضرت ابو طالب مکی، حضرت حارث محاسبی، حضرت جنید بغدادی، حضرت شمس الدین اور حضرت خواجہ بابزیہ بستانی رحمۃ اللہ علیہم کی کتب شامل تھیں تو مجھے معلوم ہوا کہ یہ طبقہ صاحب حال ہے، صاحب قال نہیں۔ لہذا اس علم پر جب تک عمل نہ کیا جائے سچے اور جھوٹے ہونے کا پتا نہیں چل سکتا۔ چنانچہ میں حضرت شیخ بوعلی فارمدی رحمۃ اللہ علیہ کا مرید ہوا اور دمشق کی جامع مسجد میں ایک عرصہ تک تزکیۂ نفس اور تہذیب اخلاق اور ذکر الہی میں مشغول رہا۔ ان غلوؤں اور عزالتوں میں مجھ پر بہت سے

علوم منکشف ہوئے۔ مجھے دلی طور پر یقین ہو گیا کہ یہی راستہ صحیح ہے۔“
چنانچہ آپ نکار اٹھے۔

”لوگو! جس نے تصوف کا مزاج نہیں چمکا اس نے فیضانِ نبوت سے بھر
نام کے کچھ نہیں پایا جو لوگ صوفیائے کرام کی صحبت میں رہیں گے وہ نورِ ایمان
حاصل کر سکیں گے۔ یہ ایسی جماعت ہے جس کا ہم صحبت کبھی محروم نہیں رہتا۔“

حضرت خواجہ محمد اکبر علی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ایک عالمِ دین حاضر
ہوئے انہوں نے آپ کو ظاہری علم کی روشنی میں جانچنا چاہا، اپنی علمی غوث آڑے
آئی اور یہ کہتے ہوئے واپس ہو گئے کہ ”آوی ٹیک ہے مگر علم سے بے بہرہ ہے۔“
رات کو خواب میں اللہ تعالیٰ نے خواجہ صاحب کے ہاتھی مقام اور علوم و معارف
کے مشاہدہ کا اہتمام کیا۔ بھاگے ہوئے آئے اور طوقِ غلامی گلے میں ڈال کر خود
آپ کی ہدایات پر عمل کیا اور طالبین کو راہِ ہدایت دکھاتے رہے۔

کہتے ہیں حسن و جمال کی طرح فضل و کمال بھی چھپنے والی چیز نہیں ہے۔
اس کا اثر لوگ آخر کار محسوس کر لیتے ہیں۔ خواجہ صاحب کا ادب سکھ اور دیگر غیر
مسلم بھی کیا کرتے تھے اور اپنا گرد مانا کرتے تھے۔ یہ مقام آپ کو اپنے مرشد قبلہ
عالم کی کامل متابعت اور ادب کے ذریعے حاصل ہوا۔ حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ
نے انہیں ایک چنڈ مبارک بطور تحریک عطا کیا تھا۔ ۱۹۴۷ء میں جب مقبوضہ کشمیر سے
ہجرت کی تو اس چنڈ مبارک کو متاعِ عزیز جانتے ہوئے اپنے سر پر اٹھائے آزاد
کشمیر میں داخل ہوئے۔ گویا ان کے نزدیک عطاءئے شیخ بھی شیخ تھا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے وصیت فرمائی، ”یہ رسول اللہ ﷺ کی
مبارک قمیض ہے اس مبارک کرتے کو میرے سینے پر رکھ کر مجھے دفن کرنا شاید اس
کی برکت سے عذاب و دوزخ سے نجات پاؤں۔“

خواجه محمد اکبر علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بعد ان کے دونوں صاحبزادگان نے اس شمع کو روشن رکھا۔ کیونکہ وہ ان کے تربیت یافتہ تھے اور ان کے نقش قدم پر چل کر طالبین اور متوسلین کی راہنمائی کا سامان مہیا کرتے رہے۔ حضرت ابو طاہر محمد نقشبند رحمۃ اللہ علیہ صاحب ارشاد بزرگ تھے۔ جامعہ رضویہ فیصل آباد کے فارغ التحصیل تھے۔ عالم باعمل تھے طریقت اور شریعت کے جامع تھے، آپ کا وجود سنگیوں کے لیے باعث برکت تھا۔

خواجه صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے غلام کو تو ان دونوں حضرات نے کسی حد تک پورا کیے رکھا اور عقیدت مندوں نے ان کی ذات میں ایک مشفق مرشد کو پایا۔ کل تک لوگ حصول راہنمائی کے لیے آتے مگر آج ایصال ثواب کی محفل میں شریک ہیں۔ ہر دل ان کے فراق میں غم زدہ ہے۔ ان کی کمی محسوس کر رہا ہے مگر یہ قانون قدرت ہے کہ ہر آنے والا جانے کے لیے آتا ہے۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کا بیٹا وفات پا گیا تو آپ نے ارشاد فرمایا۔

میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں ایسی محبت سے جو اللہ کے ارادہ کے مخالف ہو۔ رضاء صبر سے اعلیٰ مقام ہے اور ارفع مرتبہ ہے روحانی طور پر اپنے آپ کو اللہ کے سپرد کر دینے کا نام رضا ہے۔

حضرت مجدد علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں ”دنیا مقام بندگی ہے، مولائے پاک کے فعل سے راضی ہونے کے سوا کوئی چارہ نہیں ہے۔ بندوں کو یہاں رہنے کے لیے نہیں بھیجا گیا بلکہ کام کرنے کے لیے بھیجا گیا ہے۔ اگر کام کر کے گیا تو کوئی دار نہیں بلکہ وہ بادشاہ ہے۔ موت ایک ہل ہے جو دوست کو دوست سے ملاتی ہے۔ چلے جانے پر غم نہیں بلکہ جانے والے کے حال پر ہے کہ اس کے ساتھ کیا معاملہ کرتے ہیں۔ استغفار اور صدقہ سے ان کی مدد کرنی چاہیے۔“

بیان ہے کہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ موت کے وقت کچھ متوحش تھے۔ بعض لوگوں نے دریافت کیا کہ آپ اس قدر پریشان کیوں ہیں؟ آپ نے فرمایا ”موت سے نہیں گھبراتا، مجھے خوف ہے کہ میں ایسے راستے پر سفر کرنے والا ہوں جس کو میں نے کبھی دیکھا نہیں ہے۔ نئے لوگوں سے واسطہ پڑنے والا ہے اس وجہ سے گھبراہٹ ہے ورنہ موت معاذ اللہ کوئی بری چیز نہیں۔“

حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے نزع کے عالم میں فرمایا ”کتنی خوشی کا موقع ہے کل محبوب یعنی حضور ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام سے ملاقات ہوگی۔

ان حالات کی روشنی میں ہم جب دنوں ساجزادگان کی زندگی کا جائزہ لیتے ہیں تو مسرت ہوتی ہے کہ انہوں نے آخرت کو دنیا پر ترجیح دی اور آخرت کو ہی اپنی سوچ کا محور رکھا۔ خود احکام شریعت کی متابعت کی اور دوسروں کو بھی یہی تلقین کی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے اصحابات میں موت کو بھی شمار کیا ہے۔ دنیا دارا بعمل ہے جبکہ آخرت دارا لجزاء ہے۔ جس مزدور کو کہا جائے کہ آؤ اپنی مزدوری لے لو وہ کتنا خوش ہوگا۔ لہذا اب عقیدت مندوں کو ان کے فرمودات پر عمل کرنا چاہیے اور دعا، استغفار اور صدقات سے ان کی خدمت کرنی چاہیے۔

اب اس نظام کو چلانے کی ذمہ داری ساجزادگان پر ہے۔ انہیں بزرگوں کے نقش قدم پر چل کر عقیدت مندوں کی محرومی کو دور کرنا ہوگا اور ان کی ظاہری اور باطنی تربیت کرنا ہوگی۔ اس لیے انہیں عقائد اہل سنت و جماعت سے پوری آگہی ہونی چاہیے اور سلسلہ کے علوم و معارف سے بھی واقفیت حاصل کرنا ہوگی موجودہ دور بڑا نازک دور ہے۔ عملی کوتاہی توپہ کے بغیر بھی معاف ہو سکتی ہے اور عملی بگاڑ سے انسان دولت ایمان سے محروم نہیں ہوتا لیکن بدعقیدگی پھیلاؤ عقائد مجھ میں شکوک و شبہات پیدا کرنا، قرآن و حدیث کے نام پر سلف صالحین اور بزرگان دین

سے بدراہ اور منحرف کرنا نہایت ہی برا ہے۔ اس سے ملت اسلامیہ میں فساد عظیم برپا ہوتا ہے اور اتحاد اسلامی پارہ پارہ ہو کر رہ جاتا ہے۔ اس وقت مسلمانوں میں شیعوں، گمراہ فرقے، گھناؤنا کردار ادا کر رہے ہیں۔ وہ سادہ لوح لوگوں کے دلوں سے اولیائے کرام اور بزرگانِ دین کی عزت و عظمت ختم کر رہے ہیں ان کا پروپیگنڈہ ہے کہ یہ پاک لوگ بھی ہماری طرح بے بس بے طاقت اور معصومی درجے کے انسان ہیں۔ ان کے لیے کسی قسم کے اختیار اور تصرف کو تسلیم کرنا از روئے قرآن شرک اور بدعت ہے اور دین اسلام کے سراسر خلاف ہے۔ اکثر سادہ لوح لوگ اس پروپیگنڈہ سے متاثر ہو کر بدعتیہ کی کاٹھار ہو جاتے ہیں۔ یہی گروہ ہیں جنہوں نے شانِ رسالت ﷺ میں گستاخی کی۔ اس گروہ کا سرخیل ذوالخوصرہ تھکی ہے۔ جس کے بارے میں سورۃ توبہ میں آیت نازل ہوئی۔

بخاری شریف اور مسلم شریف کی حدیث ہے کہ آپ ﷺ مالِ قیمت تقسیم فرما رہے تھے ذوالخوصرہ نے کہا ”اے محمد ﷺ عدل کیجئے۔“ آپ ﷺ نے فرمایا ”میں عدل نہ کروں گا تو کون عدل کرے گا؟“ چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی اجازت ہو تو اس کی گردن اڑا دوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا چھوڑ دو۔ اس کے اور بھی میرا ہی ہیں کہ تم ان کی نمازوں کے سامنے اپنی نمازوں کو اور ان کے روزوں کے سامنے اپنے روزوں کو حقیر دیکھو گے۔ وہ قرآن مجید پڑھیں گے مگر ان کے مطلق سے نیچے نہ اترے گا۔ وہ دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر ٹھکار سے پار ہو جاتا ہے۔“

اب نئی قیادت پر بھاری ذمہ داریاں ہیں۔ انہیں سنگیوں کو محرومیوں سے بچانا ہوگا اور بزرگوں کی روایات کو زندہ رکھنا ہوگا۔ موقع کی مناسبت سے ضروری ہے کہ سلسلہ مبارکہ کے کچھ خدوخال پیش کر دیئے جائیں تاکہ شرکائے مطلق ان

سے آگاہ ہو جائیں اور نئی نئی تحریکوں کے جال میں پھنسنے سے بچیں۔

حضرت مہد علیہ الرحمۃ جن کی بلندئ شان اور علمی مرتبہ کے مخالف بھی قائل ہیں اور جن کی ذات شریعت اور طریقت کی ایسی جامع تھی کہ احکام شریعت اور اسرار و رموز طریقت جاننے میں ان کا کوئی جانی نہ تھا کہتے ہیں:

”۳۷ فرقوں میں ہر فرقہ شریعت کی تابعداری کا مدعی ہے کل حزب بما لدیہم فرحون لیکن صادق خیر علیہ السلام نے فرقہ ناجیہ کی جو دلیل دی ہے وہ یہ ہے اللہین ہم علی ما انا علیہ و اصحابی جو اس طریق پر ہیں جس پر میں اور میرے اصحاب ہیں اور وہ گروہ اہل سنت و جماعت ہی ہے۔ لہذا عمل کی خرابی اور غفلت میں مغفرت کی امید ہے لیکن اعتقادی خرابی میں مغفرت کی گنجائش نہیں۔“

حضرت مہد الف جانی علیہ الرحمۃ ایک سنگی کو کہتے ہیں:

”چند ٹوٹے پھوٹے خمرے کہے جاتے ہیں۔ خمر سے سنیں۔ جو کچھ

طالب کے لیے ضروری ہے اور اس کے ساتھ مکلف ہے وہ اوامر کا بجالانا اور نواہی سے ہٹ جانا ہے اور دین کا اللہ کے لیے خالص ہونا بغیر فنا اور محبت ذاتیہ کے تصور نہیں ہے اور یہ نعمت طریقی صوفیہ سے حاصل ہوتی ہے۔ طریقت کے مشہور سلاسل چار ہیں چاروں برحق ہیں نور علی نور ہیں ان کے سلوک بھی متفاوت ہیں۔

شریعت پر عمل کرنے میں یہ اعزاز تشہید یہ کو حاصل ہے کہ وہ

۱- سنت کو لازم پکڑتے ہیں، بدعت سے بچتے ہیں

۲- رخصت پر عزیمت کو ترجیح دیتے ہیں

۳- احوال اور مواجہہ کو شریعت کا تابع رکھتے ہیں

۴- ذوق و معارف کو علوم دینیہ کا خادم جانتے ہیں

۵- صوفیاء کی غلطیات پر مغرور اور مغفون نہیں ہوتے۔

۶۔ نص کو چھوڑ کر نص کی خواہش نہیں کرتے اور فتوحات مدینہ کو چھوڑ کر فتوحات یکہ کی طرف توجہ نہیں کرتے۔ یہ ان کے دائمی حالات ہیں اور ماسوی اللہ کے نقش کے ان کے باطن سے نکل رہے ہیں وغیرہ۔

یہی وجہ ہے کہ حضرت خواجہ احرار رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ آپ فرمایا کرتے تھے کہ اگر تمام احوال و مواجید ہمیں دے دیں اور ہماری حقیقت کو اہل سنت و جماعت کے عقائد کے ساتھ آراستہ نہ کریں تو سوائے خرابی کے ہم کچھ نہیں جانتے اور تمام خرابیوں کو ہم میں جمع کر دیں لیکن ہماری حقیقت کو اہل سنت و جماعت کے عقائد سے نواز دیں تو پھر کچھ خوف نہیں۔

حضرت مجدد علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ نجات کا طریق یہ ہے کہ باطنی سبق کی تکرار پر حریص رہیں۔ نماز کی پابندی، زکوٰۃ کی ادائیگی، محرمات اور منہیات سے پرہیز اور مخلوق خدا پر شفقت اور نرمی نجات کا طریق ہے۔

چنانچہ حضرت مجدد علیہ الرحمۃ نے نماز پر بڑا زور دیا ہے آپ فرماتے ہیں کہ ”نماز کا مرتبہ آخرت میں دیدار الہی کی طرح ہے اور دنیا میں نہایت قرب نماز میں ہے اور آخرت میں نہایت قرب دیدار الہی میں ہوگا۔“

آپ فرماتے ہیں کہ ”نوافل اور فرض کے درمیان قطرہ اور سمندر کی نسبت ہے۔ نوافل اور سنت میں بھی یہی نسبت ہے اور وہ صوفیاء جو اس کی اہمیت کو نہیں سمجھتے وہ چلے اور رہا نہیں اختیار کر کے سنتوں، فرضوں، جمعہ اور جماعت کو ترک کر دیتے ہیں۔ ایک فرض کا جماعت کے ساتھ ادا کرنا ہزار چلوں سے بہتر ہے۔ البتہ آداب شرمیہ کو مد نظر رکھ کر ذکر و فکر میں مشغول ہونا بہت ہی بہتر اور ضروری ہے۔“

حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کے ایک نامی گرامی خلیفہ شیخ عبدالواحد لاہوری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مرتبہ کسی عالم سے پوچھا کہ جنت میں تمام نعمتیں تو ہوں گی بتائیے نماز بھی ہوگی یا نہیں؟ انہوں نے کہا جنت میں نماز کہاں ہوگی۔ وہ اعمال

صالح کی جزا کا مقام ہے۔ وہاں تکلیف شری کہیں۔ آپ نے سرد آہ بکھینی اور رونے لگے کہ بغیر نماز جنت میں جہنم کس طرح آئے گا۔

تہذیب الہدیہ میں ہے کہ حضرت محمد بن سادہ رحمۃ اللہ علیہ حضرت امام یوسف رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد تھے ۱۰۳ سال عمر پائی۔ ۳۰ سال تک تکبیر اولیٰ کے ساتھ نماز پڑھی، ایک دن تکبیر چھوٹ گئی اس دن والدہ کا انتقال ہوا تھا۔ یہ سوچ کر کہ جماعت کی نماز کا ثواب ۲۵ گنا ملتا ہے۔ آپ نے اس نماز کو اکیسے ۲۵ بار پڑھا۔ اگلے آگئی ہاتھ کی آواز آئی ۲۵ نمازیں تو تم نے پڑھ لیں فرشتوں کی آمین کا کیا کرو گے جو والہائیں پر کہتے ہیں۔

سلسلہ نقشبندیہ دیگر سلاسل سے اس قدر مختلف ہے کہ جہاں اس سلسلہ کی ابتدا ہوتی ہے وہاں ان سلاسل کی انتہا۔ حضرت خواجہ نقشبند نے جدید طریقہ ظاہر فرمایا۔ آپ نے متواتر بارہ روز تک دعا کی کہ اے باری تعالیٰ مجھے ایسا طریقہ مرحمت فرما جو باعث وصل ہو اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا کو شرف قبولیت بخشا اور ایسا طریقہ مرحمت فرمایا جو بہت آسان اور منزل تک پہنچانے والا ہے۔

اس طریقہ میں احکام شریعت سے باہر نکلنے کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ شریعت کے ہر حکم کی کامل بجا آوری اور شیخ سے محبت اور عقیدت بنیادی عناصر ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ زیادہ توجہ تزکیہ اور تصفیہ پر ہے اور باطن کی اصلاح پر ہے۔

کشف و کرامات کے سلسلہ میں حضرت مرزا مظہر جان جاناں رحمۃ اللہ علیہ کا یہ واقعہ بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ آپ نے ایک مرید سے ناراض ہو کر فرمایا جو کشف و کرامات کا طالب تھا کہ جو ان شعبدوں کا طلبکار ہے اسے چاہیے کہ ہماری خانقاہ سے چلا جائے۔ حضرت شاہ غلام علی رحمۃ اللہ علیہ عرض گزار ہوئے کہ آپ نے ایسا ہی فرمایا ہے؟ ارشاد ہوا ”ہاں“ میں نے یہی کہا ہے۔ پھر فرمایا ہمارے یہاں تو بغیر نمک کے چمر کی سل چائیاں پڑتی ہے۔ یعنی استقامت کی پرورش

کی جاتی ہے لیکن جو کشف و کرامات کا طالب ہے وہ کسی اور جگہ چلا جائے۔ کشف و کرامات کے بارہ میں ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ اولیاء اللہ جو کرتے ہیں حق تعالیٰ جل و علا کے لیے کرتے ہیں نہ کہ اپنے نفس کے لیے۔

جو کام اہل اللہ کی توجہ اور مدد سے ظہور پذیر ہوتا ہے وہ ظاہری اور مجازی طور پر اہل اللہ کی طرف منسوب ہوتا ہے۔ فی الحقیقت سراسر اللہ تعالیٰ کا فضل ہوتا ہے۔ مقبول بندہ اس کے ظہور کا صرف ذریعہ اور واسطہ ہوتا ہے۔ جس طرح بسا اوقات بظاہر مرض دوا اور علاج سے دور ہوتا ہے لیکن شفا بخشی من جانب اللہ ہوتی ہے یا بارش بظاہر بادلوں سے ہوتی ہے فی الحقیقت بارش اتارنا اللہ تعالیٰ کا فضل ہے۔ اہل سنت و جماعت اولیاء اللہ کو نہ خدا تصور کرتے ہیں نہ اس کا مقابل اور شریک۔ خدا تعالیٰ اپنی ذات، صفات اور افعال میں قطعاً وحدہ لا شریک ہے۔ وہ انہیں اللہ کے بندے، مخلوق اور محتاج مانتے ہیں۔ بزرگانِ دین کو اس طرح بڑھاتا اور اوصاف الوہیت میں حصہ دار جاننا نہ شرعاً درست ہے اور نہ اہل سنت و جماعت اس کے قائل ہیں۔

حضرت آدم بنوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جب حضور ﷺ سے مصافحے کی سعادت نصیب ہوئی اور حضور ﷺ نے ازراہ لطف فرمایا، ”اور تمہارے عقیدت مندوں کا تم سے مصافحہ کرنا گویا مجھ سے مصافحہ کرنا ہے۔“ میں نے چاہا کہ ساتھیوں پر ظاہر کروں۔ پھر خیال آیا کہ بات ظاہر کر دینا ہمارا شیوہ نہیں۔ معاملات کا عقلی رکنا ضروری ہے۔ اچانک محویت طاری ہوگئی اور بے خودی کی حالت میں بے اختیار مجھ سے وہ بات کہلوائی گئی۔ احباب سنتے ہی بڑھ چڑھ کر مجھ سے مصافحہ کرنے لگے۔ انہی حضرت آدم بنوری رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ ہے آپ سرہند شریف کی طرف جا رہے تھے۔ معرفت کی باتیں کرتے کرتے سورۃ یٰسین

شریف کی عرفانی تفسیر شروع کر دی۔ طالبان حق کی حیرت پر فرمایا ”یارو! میں اللہ کے حکم کے بغیر اپنی طرف سے کسی وقت بھی کوئی کام نہیں کر سکتا۔ میں نے کئی بار کہا ہے اور ایک بار پھر کہتا ہوں کہ مجھے جب بھی کسی بات کے اظہار کا حکم ملتا ہے اسے ظاہر کر دیتا ہوں۔ جب کوئی کام کرنے کا حکم ملتا ہے کر گزرتا ہوں، ورنہ از خود تو کچھ بھی نہیں کر سکتا۔“

اب آخر میں ایک بات بطور صحت پیش ہے کہ جب بندہ زبان سے ذکر کرے یا ظاہری اعضاء سے اطاعت اور عبادت کرے لیکن اس کا دل غیر اللہ کے خیالات اور فطرت میں مصروف ہو تو وہ ذکر اور عبادت اللہ تعالیٰ کے نزدیک کچھ قدر وقت نہیں رکھتی۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کی اصل نگاہ انسانی دل پر ہے نہ کہ اس کی ظاہری جسم و زبان پر۔

حدیث شریف میں آیا ہے کہ ”اللہ تعالیٰ نہ تمہاری ظاہری صورتوں اور نہ عملوں کو دیکھتا ہے بلکہ تمہارے دلوں اور نیتوں کو دیکھتا ہے۔“

اس بندہ عاجز نے یہ چند گزارشات موقعہ کی مناسبت سے پیش کر دی ہیں اللہ تعالیٰ اوامر پر عمل اور نواہی سے بچنے کی توفیق دے۔

حصول خیر و برکت کے لیے صاحبزادہ ابو ظاہر محمد نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کے لیے ختم شریف جو یز کیا جاتا ہے۔ سبھی حضرات جو پڑھنا چاہیں انہیں اجازت ہے مگر آستانہ عالیہ پر دیگر ختمات کے ہمراہ روزانہ اسے معمول رکھیں۔

ازل و آخر درود شریف ۱۰۰۰ بار

ذَٰلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَن يَشَاءُ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ

۵۰۰ بار

وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ

اہل اسلام کیلئے فکر و عمل و دعوت و مہم

پیر طریقت صاحبزادہ ابوالطاهر محمد نقشبند رحمت اللہ علیہ کے جہلم کے موقع پر
غوثِ زمان حضرت خواجہ محمد صادق نقشبندی دامت برکاتہم العالیہ کا
پُر حکمت اور بصیرت افروز مقالہ

صُفّہ فاؤنڈیشن

عقائد و اعمال کی اصلاح کھینے بہترین مکتب



صفہ فاؤنڈیشن